© rasailojaraid.com

تربیت

شاہ بلیغ الدینؒ

فرمایا......آج سبق نہیں پڑھایا جائے گا۔ کیوں؟ کوئی وجہ طالب علموں کی سمجھ میں نہ آئی۔ لیکن استاد کا حکم تھا، مجال نہ تھی کہ کچھ کہتے۔ استاذ تھے مولانا شاہ عبدالقادر۔ مولانا شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے!

قرآن مجید کا پہلا ترجمہ ہندوستان میں شاہ ولی اللہ صاحب نے کیا۔ یہ ترجمہ فارسی میں تھا، فارسی میں ترجمہ شیخ سعدی نے بھی کیا تھا اور وہ فارسی میں کلام اللہ کا پہلا ترجمہ نہیں تھا۔ شاہ عبدالقادر اور ان کے بھائی شاہ رفیع الدین نے اردو میں پہلے پہل کلام اللہ کا ترجمہ کیا۔ دونوں کے ترجمے الگ الگ ہیں۔ ایک کا لفظی ترجمہ ہے، ایک کا رواں۔

جب شاہ عبدالقادر نے فرمایا کہ آج سبق نہیں ہوگا تو شاگردوں نے کتابیں سمیٹیں اور اٹھ گئے۔ یہ شاگرد تھے مولانا فضل خیر حق آبادی اور مفتی صدرالدین آزردہ۔ استاد تو نامور تھے ہی شاگرد بھی نامور ہوئے۔ علم، محنت اور شوق سے آتا ہے، یہ پیمبروں کی میراث یونہی نہیں مل جاتی۔ شدبدھ پڑھ لینا یا خلاصے رٹ کر ڈگریاں لے لینا علم نہیں دکھاوا ہے۔ علم کا ایک حصہ ہے تربیت، اس کے لیے بزرگوں کی نظر چاہیے۔ اقبال نے بڑی خوبی سے یہی بات کہی ہے ؎

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

بغیر تربیت کے علم ادھورا رہ جاتا ہے۔ یہ جو استادِ محترم نے فرمایا کہ کتابیں اٹھاؤ آج درس نہیں ہوگا، یہ اسی تربیت کا ایک حصہ تھا۔ ہوتا یہ تھا کہ جس وقت یہ شاگرد جو بڑے کھاتے پیتے گھرانوں کے بچے تھے، اپنی کتابیں نوکروں سے اٹھوا کر لاتے شاہ صاحب انھیں سبق نہ پڑھاتے اور جس دن خود یہ لوگ کتابیں لے کر آتے شاہ صاحب سبق پڑھاتے اور خوب پڑھاتے۔ طالب علم میں شان، غرور اور تمکنت نہ ہونی چاہیے۔

مولانا قاسم نانوتویؒ جب دیکھتے کہ شاگرد ذرا اونچے دماغ کا ہے تو فرماتے میری جوتیاں اٹھا کر چلو۔ یہ اُس کا غرّا توڑنے کے لیے حکم ہوتا۔ خود ان کی اپنی سادگی کا یہ عالم تھا کہ کبھی شاگرد لاپرواہی سے اپنی جوتیاں چھوڑ جاتے تو مولانا انھیں اٹھا کر لے چلتے۔ معلوم یہ ہوا کہ علم کے لیے بڑے ظرف کی ضرورت ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی بھی اسی شان کے بزرگ تھے، بڑے اللہ والے، بڑے علم والے، ساری زندگی پڑھنے پڑھانے میں گزری۔ ایک مرتبہ طالب علموں کو صحن میں بیٹھے پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں بادل گھر کے آئے اور دیکھتے ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیکھتے مینہ برسنے لگا۔ شاگردوں نے جلدی جلدی کتابیں سمیٹیں اور اندر چلے گئے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی بھی اٹھے لیکن بارش سے بچنے کے لیے وہ اندر نہ گئے، انھوں نے سب شاگردوں کی جوتیاں سمیٹیں اور اٹھا کر لے گئے کہ پانی میں بھیگ نہ جائیں۔

بات تربیت کی ہے۔ تربیت بچے کو یا تو گھر پر ملتی ہے یا استاد سے۔ ایک صورت اور بھی ہے کہ آدمی خود اپنی تربیت آپ کرے۔ حکیم لقمان سے لوگوں نے پوچھا...... آپ اتنے اچھے اور نیک کیسے بن گئے۔ انھوں نے کہا: ”بروں کے ساتھ رہ کر“۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا...... یہ تو ممکن نہیں! بولے: ”یہ اس طرح ممکن ہوا کہ میں ان کے ساتھ رہ کر ان کی بری باتیں سنتا اور دیکھتا رہا اور خود ان بری عادتوں کو چھوڑتا جاتا“۔ لقمان بڑے علم والے تھے۔ دنیا انھیں حکیم کہتی ہے یعنی بڑا عقل مند! سچ ہے آدمیت نہ ہو تو علم بے کار ہے

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

شوال کے روزے

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ (نفل) روزے شوال کے مہینے میں رکھ لیے تو (پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ہوگا۔ اگر ہمیشہ ایسا کرے گا تو) گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے۔ (مسلم شریف بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۱۷۹)

تشریح: اس مبارک حدیث میں رمضان المبارک گذرنے کے بد ماہ شوال میں چھ نفل روزے رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کا عظیم ثواب بتایا گیا ہے۔ ثواب دینے کے بارے میں اللہ پاک نے یہ مہربانی فرمائی ہے کہ ہر عمل کا ثواب کم از کم دس گناہ مقرر فرمایا ہے جب کسی نے رمضان کے تیس روزے رکھے اور پھر چھ روزے اور رکھ لیے تو یہ چھتیس روزے ہو گئے۔ چھتیس کو دس سے ضرب دینے سے تین سو ساٹھ ہو جاتے ہیں۔ قمری حساب سے ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے لہذا چھتیس روزے رکھنے پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین سو ساٹھ روزے شمار ہوں گے اور اس طرح پورے سال روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ اگر ہر سال کوئی شخص ایسا ہی کر لیا کرے تو وہ ثواب کے اعتبار سے ساری عمر روزے رکھنے والا مان لیا جائے گا۔ اللہ اکبر! بے انتہا رحمت اور آخرت کی کمائی کے اللہ پاک نے کیسے بیش بہا مواقع دیے ہیں۔

© rasailojaraid.com